تین طلاقوں کا مسئلہ

مجیب

مولانا عصمت اللہ صاحب

رفیق دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴

مصدقہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی جسٹس محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہم

جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اپنے ایک مسئلہ کے بارے میں فتویٰ لینا چاہتا ہوں امید ہے کہ آپ رہنمائی فرمائیں گے میں نے اپنی بیوی کو کچھ گھریلو مسائل سے پریشان ہو کر اور اس کے علیحدہ گھر کے مطالبہ پر میں نے باقاعدہ تین طلاقیں لکھ کر بذریعہ کورٹ بھیج دیں میری بیوی انتہائی غصہ والی اور میری نافرمان بھی رہی طلاق سے پہلے معاملات کو سنبھالنے کے لئے میں نے اپنے ماموں کو بھیج بھی ڈالا مگر اس سے اور کچھ ان کے رویہ سے غلط فہمیاں اور بڑھی اور مجھے یہ قدم اٹھانا پڑا میں نے یہ ۴ اکتوبر ۱۹۹۸ کو کیا اب تک ایک ماہ اور ۱۵ دن گزر چکے ہیں میری بیوی اب تمام باتوں کی معافی مانگتی ہے اور بقول اس کے کہ وہ پہلے بھی تیار تھی مگر میرے ماموں کی غلط باتوں کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا اس لئے میں بھی رجوع کرنا چاہتا ہوں میرا تعلق حنفی فرقہ سے ہے۔ میری معلومات کے حساب سے اہل حدیث حضرات رجوع کی اجازت دیتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلّیاً

سائل کے سوالات کے حل پیش کرنے سے پہلے ہم اصل مسئلہ کو قدرے تفصیل سے بیان کرتے ہیں، جس میں یہ ثابت کریں گے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں خواہ ایک جملہ سے دی ہوں یا الگ الگ جملوں سے دی ہوں، تین طلاقیں شمار ہوں گی اور تینوں طلاقیں واقع ہوں گی، اور حرمت مغلظ ثابت ہو گی جس میں رجوع نہیں ہو سکتا اور حلالہ کے بغیر دوبارہ باہم نکاح بھی نہیں ہو سکتا، اور یہ کہ مذکورہ موقف قرآن کریم، احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، اور اسی پر جمہور صحابہ

اور تابعین رضی اللہ عنہم اور چاروں اماموں یعنی حضرت امام ابو حنیفہ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا اتفاق ہے۔

اگر کسی نے ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں خواہ ایک جملہ سے ہوں یا الگ الگ جملوں سے ہوں تو اس کا یہ فعل خلاف سنت اور ناجائز ہے، تاہم اگر کسی نے اس طریقہ سے تین طلاقیں دیں تو اس کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو کر حرمت مغلظ ثابت ہو جائے گی، ذیل میں اختصار کے ساتھ قرآن کریم، احادیث مبارکہ، آثار صحابہؓ اور عبارات فقہ ملاحظہ ہوں:

قال اللہ تعالیٰ: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾ الآیۃ (سورۃ البقرۃ)

”طلاق دو مرتبہ کی ہے، پھر خواہ قاعدہ کے مطابق رکھ لے، خواہ اچھے طریقہ سے اس کو چھوڑ دے“

اس آیت کریمہ سے علماء کرام نے ایک دفعہ میں تین طلاقیں دینے سے تینوں کے واقع ہونے پر استدلال کیا ہے اور وہ اس طرح کہ اس آیت کریمہ کا مضمون یہ ہے کہ طلاق دو دفعہ کی ہے، اب اس میں دونوں احتمال ہیں کہ دو طلاق الگ الگ طہر میں دیدے یا ایک ساتھ دیدے، بہر صورت دونوں واقع ہوں گی، اور جب ایک وقت میں دو طلاقیں واقع ہو سکتی ہیں تو تین بھی واقع ہوں گی، اس لئے کہ دو اور تین میں فرق کرنے والا کوئی نہیں ہے، اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب صحیح بخاری میں ”باب من اجاز الطلاق الثلث“ میں تین

طلاقوں کے واقع ہونے پر اسی آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے۔

قال ابوبکر الرازی تحت عنوان "ذکر الحجاج لا یقاع الثلث معاً" قوله تعالیٰ: الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسریح باحسان الآیة یدل علی وقوع الثلث معًا مع کونه منهیا عنه وذلك لأن قوله تعالیٰ: "الطلاق مرتان" قد ابان عن حکمة اذا وقع اثنتین بان یقول: انت طالق، انت طالق فی طهر واحد وقد بینا ان ذلك خلاف السنة فاذا کان فی مضمون الآیة الحکم بجواز وقوع الاثنتین علی هذا الوجه دل ذلك علی صحة وقوعهما لو أوقعهما معًا لان احدًا لم یفرق بینها اهـ

(رساله حکم الطلاق الثلث بلفظ واحد فتوی علماء الحرمین الشریفین)

وفی الصحیح للإمام البخاری رحمه الله تعالیٰ: باب من اجاز طلاق الثلث لقوله تعالیٰ: الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسریح باحسان اهـ (۲: ۷۹۱)

وفی عمدة القاری شرح الصحیح للإمام البخاری: وجه الاستدلال به ان قوله تعالیٰ: "الطلاق مرتان" معناه مرة بعد مرة، فاذا جاز الجمع بین اثنتین جاز بین الثلث اهـ (۹: ۵۳۸)

اس آیت کریمہ کے علاوہ بھی چند آیات مبارکہ اور بھی ہیں جن سے تین طلاقوں کے واقع ہونے پر استدلال کیا گیا ہے، ہم نے ایک آیت کے ذکر کو کافی سمجھا، اب چند احادیث طیبہ ملاحظہ ہوں جن سے مذکورہ موقف ثابت ہو رہا ہے:

فی سنن النسائی: اخبر رسول اللہ ﷺ عن رجل طلّق امرأته ثلث تطلیقات جمیعًا، فقام غضبانا، ثم قال: ایلعب بکتاب اللہ وانا بین اظھرکم الحدیث

”آنحضرت ﷺ کو اطلاع پہنچی کہ ایک شخص نے اکٹھی تین طلاقیں دیدی ہیں، یہ سن کر آپ غصہ میں کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ میری موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کھیلا جارہا ہے“۔

اس روایت میں آپ نے غصہ کا اظہار تو کیا لیکن تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار نہیں دیا، بلکہ تینوں کو نافذ فرمایا جیسا کہ حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”فلم یردہ النبی ﷺ بل امضاہ“

عن سھل بن سعد فی ھذا الخبر قال: فطلقّھا ثلث تطلیقات عند رسول اللہ ﷺ فانفذہ رسول اللہ ﷺ (ابوداؤد ۱: ۳۰۶)

”حضرت عویمرؓ نے اپنی بیوی کو آنحضرت ﷺ کے سامنے تین طلاقیں دیدیں، تو آپ نے تینوں کو نافذ فرمایا“۔

کان ابن عمر رضی اللہ عنھما اذا سئل عمن طلّق ثلثا قال: لو طلقت مرۃ او مرتین فان النبی ﷺ امرنی بھذا، فان طلقھا ثلثا حرمت حتی تنکح زوجا غیرہ۔ (بخاری شریف ۲: ۷۹۲)

”حضرت ابن عمرؓ سے جب اس شخص کے متعلق سوال کیا جاتا جس نے تین طلاقیں دی ہوں تو فرماتے: اگر تو نے ایک یا دو طلاقیں دی ہوتیں (تو رجوع

کر سکتا تھا) اس لئے کہ حضور پاک ﷺ نے مجھ کو اس کا (یعنی رجعت کا) حکم دیا تھا، اور اگر تین طلاقیں دے دیں تو عورت حرام ہو جائے گی یہاں تک وہ دوسرے مرد سے نکاح کرے"۔

ان احادیث مبارکہ کے علاوہ بھی ایسی روایات موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ کے عہد مبارک میں تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی تھیں۔

غیر مقلدین حضرات جو ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک طلاق شمار کرتے ہیں وہ عام طور پر دو روایات سے استدلال کرتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

حدیث نمبر ۱: عن ابن عباس رضی اللہ عنہا قال: طلّق رکانة بن عبد یزید اخو بنی المطلب امرأته ثلثا فحزن منها حزنا شدیداً، قال: فسأله رسول الله ﷺ وکیف طلقتها؟ قال: طلقتها ثلثا، قال: فقال: فی مجلس واحد؟ قال: نعم، قال: فانما تلك واحدة فارجعها ان شئت، قال: فراجعها. اسناده صحیح. (مسند احمد ٤ : ٤٧٧)

"حضرت رکانہؓ نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدیں اور پھر وہ بہت افسردہ ہو گئے، آنحضرت ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ تم نے کیسے طلاق دی؟ انہوں نے عرض کیا تین طلاقیں، آپ نے پوچھا ایک مجلس میں؟ عرض کیا جی ہاں، اس پر آپ نے فرمایا: پھر تو رجوع کر لو، چنانچہ انہوں نے رجوع کر لیا"۔

حدیث نمبر ۲: عن ابن عباس رضی اللہ عنہا قال؛ کانت

الطلاق علی عهد رسول الله ﷺ وابی بکر وصدرا من خلافة عمر طلاق الثلث واحدة الحدیث (مسلم شریف ۱: ۱۲۳)

"حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں اور حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت کے شروع میں (ایک مجلس کی) تین طلاقیں ایک ہوا کرتی تھی"۔

غیر مقلدین اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لئے عام طور پر مذکورہ بالا ان دو روایتوں سے استدلال کرتے ہیں، لیکن ان روایتوں سے مذکورہ وُقف پر استدلال درست نہیں، وجوہات درج ذیل ہیں:

حدیث نمبر ا میں حضرت رکانہؓ کی طلاق کا جو قصہ مذکور ہے اس میں روایات کے اندر اضطراب پایا جاتا ہے، بعض روایات میں ہے کہ حضرت رکانہؓ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں جیسا کہ مذکورہ روایت میں ہے، اور بعض روایت میں آیا ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو لفظ "بتۃ" سے طلاق دی تھی، اور طلاق "بتۃ" سے مراد وہ طلاق ہے جس میں ایک سے تین طلاقوں تک کی گنجائش ہوتی ہے، یعنی اگر ایک طلاق کی نیت ہو تو ایک، اور تین کی نیت ہو تو تین طلاقیں واقع ہوں گی، اسی اضطراب کی وجہ سے اس روایت کے بارے میں علماء حدیث نے مختلف اقوال اختیار کئے مثلاً:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو "معلول" قرار دیا۔

علامہ ابن عبد البرؒ نے اس کو "ضعیف" کہا۔

حضرت امام ابو بکر جصاصؒ اور علامہ ابن الہمامؒ نے اس کو "منکر" فرمایا۔

کیونکہ یہ روایت ان معتبر اور ثقہ راویوں کی روایت کے خلاف ہے جنہوں نے لفظِ "بتۃ" کے ذریعہ طلاق دینا نقل کیا ہے۔

حضرت امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے بھی اس کو ترجیح دی ہے کہ حضرت رکانہؓ نے اپنی بیوی کو طلاق "بتۃ" دی تھی، کیونکہ حضرت رکانہؓ کے گھر والوں نے اس کو روایت کیا ہے اور گھر والے گھر کے قصہ کو دوسروں سے زیادہ جانتے ہیں، چنانچہ امام ابوداؤدؒ نے فرمایا:

عن عبد اللہ بن علی بن یزید بن رکانۃ عن ابیہ عن جدہ انہ طلق امرأتہ "البتۃ" فاتی رسول اللہ ﷺ فقال: ما اردت؟ قال: واحدۃ، قال: آللہ؟ قال: اللہ قال: ھو علی ما اردت، قال ابوداؤد: وھذا اصح من حدیث ابن جریج ان رکانۃ طلق امرأتہ ثلثا لأنھم اھل بیتہ وھم اعلم بہ (سنن ابی داؤد)

"حضرت یزید اپنے والد حضرت رکانہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق "بتۃ" دیدی، پھر آنحضرت ﷺ کے پاس آئے، آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تمہاری نیت کیا تھی؟ عرض کیا ایک طلاق کی، آپ نے فرمایا خدا کی قسم؟ عرض کیا جی ہاں خدا کی قسم، آپ نے فرمایا جو تم نے نیت کی وہی معتبر ہے (یعنی نیت کے مطابق ایک طلاق واقع ہوئی) امام ابوداؤد نے فرمایا کہ یہ حدیث کے بیان کرنے والے ان کے اپنے گھر کے افراد ہیں اور وہ اس واقعہ کو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ جانتے ہیں"۔

خلاصہ یہ کہ حضرت رکانہؓ نے اس وجہ سے رجوع نہیں کیا تھا کہ ایک مجلس

کی تین طلاقوں کو حضورؐ نے ایک طلاق شمار کر کے ان کو رجوع کا حکم دیا تھا، بلکہ اس وجہ سے انہوں نے رجوع کیا تھا کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایک طلاق کی نیت سے طلاقِ "بتۃ" دی تھی۔

حدیث نمبر ۲: اسی طرح غیر مقلدین کا اس حدیث شریف سے بھی اپنے موقف پر استدلال کرنا درست نہیں، وجوہات درج ذیل ہیں:

الف: اس روایت میں راوی کو "وہم" ہوا ہے، کیونکہ ابن طاؤسؒ سے اس کے خلاف روایت منقول ہے، اور علامہ باجیؒ نے حضرت ابن طاؤسؒ کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ چنانچہ اوجز المسالک میں اس مضمون کو درج ذیل الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

فی اوجز المسالک شرح الموطأ للإمام مالک نقلاً عن الباجي: وماروی عن ابن عباس فی ذلک من روایة طاؤس، قال فیه بعض المحدثین: هو وهم، وقد روی ابن طاؤس عن ابیه عن ابن وهب خلاف ذلک وانما وقع الوهم فی التاویل ، قال الباجي: وعندی ان الروایة عن ابن طاؤس بذلک صحیحة فقد رواه عنه الائمة معمرو ابن جریج وغیرهما. (٤: ٢٣١)

وفی السنن الکبریٰ للبیهقي: وهذا الحدیث ما اختلف فیه البخاری ومسلم فاخرجه مسلم وترکه البخاری واظنه انما ترکه لمخالفته سائر الروایات عن ابن عباس. (٧: ٣٣٧)

"اس حدیث کے بارے میں حضرت امام بخاری وامام مسلم رحمہما اللہ کا

اختلاف ہوا، سو امام مسلمؒ نے اس کو اپنی کتاب میں نقل کیا اور امام بخاریؒ نے چھوڑ دیا، اور میرے خیال میں امام بخاریؒ نے اس روایت کو اس لئے نہیں لیا کہ یہ روایت حضرت ابن عباسؓ کی دیگر روایات کے خلاف ہے"۔

وفی الجوهر النقی علی هامش السنن الکبری: وذکر صاحب الاستذکار: ان هذه الروایة وهم غلط لم یصرح علیها احد من العلماء اهـ. (۷: ۳۳۷)

"صاحب استذکارؒ نے فرمایا کہ یہ روایت وہم اور غلط ہے، علماء میں سے کسی نے اس کو ذکر نہیں کیا ہے"۔

ب: اگر وہم وغیرہ سے قطع نظر بھی کی جائے تو بھی اس حدیث کے کئی معنی و مطلب ہو سکتے ہیں، ایک مطلب وہ بھی بن سکتا ہے جو غیر مقلدین نے لیا ہے، لیکن یہ مطلب دوسری احادیث کی بناء پر درست نہیں، اور فقہاء کرامؒ میں سے کسی نے بھی اس مطلب کو صحیح قرار دیکر یہ نتیجہ نہیں نکالا کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین نہیں بلکہ ایک شمار ہو گی۔ لہٰذا اس کا سب سے زیادہ صحیح اور قوی معنی و مطلب ذیل میں بیان کیا جاتا ہے جسے حضرت امام قرطبیؒ نے پسند فرمایا ہے اور جس کو خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے تقویت ملتی ہے۔

اس حدیث شریف میں کسی عام قاعدہ کا ذکر نہیں، بلکہ اس کا تعلق ایک خاص صورت سے ہے اور یہ کہ شوہر لفظِ طلاق کو "تاکید" کی نیت سے دہرائے، ہر جملہ سے الگ الگ طلاق کی نیت نہ ہو، تو اس صورت میں شوہر کی تصدیق کی جائے گی اور ایک ہی طلاق کے واقع ہونے کا حکم جاری کیا جائے گا، لیکن شوہر کی

تصدیق اس وقت تک کی جاتی تھی اور شوہر پر اس وقت تک اعتماد کیا جاتا تھا جب لوگوں کے سینے اور دل دھوکہ وفریب سے صاف وشفاف تھے، لیکن جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگوں میں جھوٹ، دھوکہ اور فریب کا رواج ہونے لگا اور اب کسی کی دیانت پر بھروسہ کر کے اس کے دعویٰ کی تصدیق مشکل ہوگئی، تو حضرت عمرؓ نے ظاہر تکرار کو دیکھ کر اس کے مطابق تینوں طلاقوں کو نافذ فرمایا اور نیت تاکید کے دعویٰ کو قبول نہیں فرمایا۔

فی تکملة فتح الملهم: وهذا الجواب ارتضاه القرطبی وقوّاه بقول عمر: ان الناس استعجلوا فی امر کانت لهم فيه اناة وكذا قال النووی: ان هذا اصحّ الاجوبة (۱ : ۱۵۸)

"اس جواب کو علامہ قرطبیؒ نے پسند فرمایا اور حضرت عمرؓ کے قول سے اس کی تائید بھی فرمائی جس میں انہوں نے فرمایا کہ لوگوں نے مہلت والی چیز میں جلد بازی سے کام لیا، حضرت امام نووی رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے اور یہ صحیح ترین جواب ہے"۔

اب چند مشہور اور کبارِ صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ ملاحظہ ہوں جن میں تین طلاقوں تین ہی شمار کی ہیں، یہ فتاویٰ مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہیں:

کان عمر اذا اتی برجل قد طلق امرأته ثلاثا فی مجلس اوجعه ضربا وفرّق بينهما

"حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں جب کسی ایسے شخص کو حاضر کیا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوں، تو حضرت عمرؓ اس کو سزا

دیتے اور میاں بیوی کے درمیان علیحدگی بھی فرماتے"۔

جاء رجل الی عثمان فقال: انی طلقت امرأتی مائة قال: ثلاث تحرمها علیك وسبعة وتسعون عدوان

"ایک آدمی حضرت عثمانؓ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں، اس پر انہوں نے فرمایا کہ تین طلاقوں سے بیوی تمہارے اوپر حرام ہوگئی اور باقی ستانوے حد سے تجاوز ہے"۔

جاء رجل الی علی فقال: انی طلقت امرأتی الفا، قال: بانت منك بثلاث اھ۔

"ایک آدمی حضرت علیؓ کے پاس آکر عرض کرنے لگا کہ میں نے اپنی کو ایک ہزار طلاقیں دیں، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تین طلاقوں سے بیوی تم سے الگ ہوگئی"۔

عن عبد الله انه سئل عن رجل طلق امرأته مائة تطلیقة، قال: حرمتها ثلاث

"حضرت عبداللہؓ سے کسی شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی تھی، تو انہوں نے فرمایا کہ وہ تین طلاقوں سے حرام ہوگئی"۔

ان حضراتِ صحابہ کرامؓ کے علاوہ حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت عمران بن حصین اور حضرت مغیرہ بن شعبہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی۔

اب مذاہب اربعہ کی عبارات ملاحظہ ہوں!

قال ابن الهمام الحنفي رحمه الله: وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاثا (فتح القدير ۳: ۲۵)

"جمہور صحابہؓ، تابعین اور بعد میں آنے والے اماموں کا مذہب یہی ہے کہ تین طلاق اپنے کی صورت میں تینوں طلاقیں واقع ہوں گی"۔

وقال العلامة الحطاب المالكي رحمه الله: وكلما طلق يلزمه اهـ (مواهب الجليل ٤ : ٣٩)

"تین طلاقیں شوہر جس طریقہ سے بھی دیدیے وہ تینوں نافذ و لازم ہوں گی"۔

وقال العلامة النووی الشافعی رحمه الله:

فقال الشافعي ومالك وابو حنيفة واحمد وجماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلث اهـ

(شرح النووی شرح الصحیح للإمام مسلم ۱ :٤٧٨)

"حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک، حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام احمد بن حنبل اور اگلے پچھلے علماء میں سے جمہور علماء کرام کا مذہب یہی ہے کہ تین طلاق دینے کی صورت میں تین ہی واقع ہوں گی"۔ (شرح النووی ۱: ۴۷۸)

وقال العلامة ابن قدامة رحمه الله:

وان طلق ثلثا بكلمة واحدةوقع الثلث وحرمت عليه حتى تنكح زوجاً غيره اهـ

(بحواله رساله حكم الطلاق الثلث بلفظ واحد اعنى

فتوی علماء الحرمین الشریفین بالعربیة)

"اگر شوہر نے بیوی کو تین طلاقیں دیں تو تینوں واقع ہوں گی- آھ"

واللہ تعالیٰ اعلم

عصمت اللہ عصمہ اللہ

دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴

۲۹/۷/۱۴۱۹ھ